جبل پور کے فسادات پر

مولانا مودودی اور ایک عرب لیڈر کی مراسلت

[آج سے تین ماہ قبل جبل پور (ہندوستان) میں جو خون آشام فسادات رونما ہوئے تھے اُن کے متعلق دنیائے عرب کی افسوسناک خاموشی کو دیکھ کر مولانا سید ابُوالاعلیٰ مودودی نے ایک طویل خط فسادات کی مختصر روداد کے ہمراہ حجاز کے ادارۂ امر بالمعروف کے سکرٹری محمد احمد باشُمیل کو لکھا تھا اور اس کی نقول ازہر یونیورسٹی، مصر کے ریکٹر شیخ محمد محمود شلتوت، مراکش کے سابق وزیر انصاف شیخ عبداللہ کنون، اور اسلامک سنٹر جنیوا (سوئٹزرلینڈ) کے ڈائرکٹر سعید رمضان کے نام بھیجی تھیں۔ اور ان حضرات کے اسلامی جذبات سے اپیل کرتے ہوئے ہندوستان کے مظلوم مسلمانوں سے ہمدردی کا مطالبہ کیا تھا۔ مولانا محترم کے اس خط کے جواب میں حجاز کے محمد احمد باشُمیل صاحب کا ایک طویل خط موصول ہوا ہے جسے ہم افادۂ عام کی غرض سے ترجمان القرآن کے اوراق کی زینت کر رہے ہیں۔

محمد احمد باشُمیل صاحب عرب کے غیور اور دردمند اہلِ قلم ہیں اور آج کل ادارہ امر بالمعروف کے حجاز ڈویژن کے سیکرٹری ہیں۔ موصوف کے رشحاتِ قلم سے حال ہی میں دو زبردست کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ جن میں سے ایک "القومیۃ فی نظر الاسلام": (اسلامی نقطۂ نظر سے قومیت کی حقیقت) اور دوسری: "صراع مع الباطل" (باطل نظریات سے کش مکش) ہے۔ ان

دونوں کتابوں میں موجودہ عرب نیشنلزم کا تاریخی اور اسلامی نقطۂ نظر سے تجزیہ کیا گیا ہے اور اُس کی بنیادی خرابیوں کو اور بُرے نتائج کو بلاکم وکاست منکشف کیا گیا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ عرب نیشنلزم کا ابطال کرنے والا وہ شخص ہے جو نہ صرف عرب ہے بلکہ عرب عاربہ میں سے ہے اور وادی احقاف (حضرموت) کے اُس عرب قبیلے کا فردِ فرید ہے جس کا سلسلۂ نسب کھلان بن سبا قحطانی سے جا کر ملتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں موجودہ عرب نیشنلزم کے علمبرداروں کی نسبت، جن میں اصیل عربوں کی تعداد ہاتھ کی انگلیوں سے متجاوز نہیں ہے، عرب نیشنلزم کے نعرہ کا مخالف ایک ٹھیٹھ اور آبِ شقاف سے زیادہ خالص عرب ہے۔ موصوف کی یہ دونوں کتابیں عرب قومیت کے گڑھ بیروت (لبنان) میں شائع ہوئی ہیں۔ ان میں سے اول الذکر کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس کا پہلا ایڈیشن مئی ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا اور تین ہی ماہ بعد ستمبر ۱۹۶۰ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن معتدبہ اضافوں کے ساتھ چھاپنا پڑا اور اب مصنف موصوف کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہِ رواں کے بعد تیسرا ایڈیشن بھی آ رہا ہے اور اس میں ان شاء اللہ جبل پور کے خونیں فسادات کی داستان بھی اپنے لیے قابلِ قدر جگہ حاصل کر سکے گی۔

محمد احمد باشمیل اس لحاظ سے دنیا کے ہر مسلمان اور خاص طور پر پاکستانی مسلمانوں کی طرف سے شکریے کے مستحق ہیں کہ موصوف وہ یگانہ شخصیت ہیں جس نے عرب قومیت کے جنون خیز نعروں اور بلاخیز طوفانوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر عرب قومیت پر بھرپور وار کیا ہے۔ حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ اس حمام میں بڑے بڑے بھی ننگے ہو گئے تھے۔ اور اگر کسی کو اختلاف بھی تھا تو وہ زیرِ لب دب کر رہ گیا تھا۔ لیکن اس مردِ مجاہد نے طوفانی لہروں کے علی الرغم نیشنلزم کو

اسلام کے حق میں اور خود عربوں کے حق میں زہر ہلاہل ثابت کیا اور اُن لوگوں کے درمیان بیٹھ کر ثابت کیا جو غیر عرب مسلمانوں کو غیر عرب ہونے کی وجہ سے تحقیر آمیز سلوک کا نشانہ بناتے تھے اور ایک بُت پرست برہمن زادے کو "عرب دوستی" کے صلہ میں "رسول السلام" کا لقب دیتے تھے۔ موصوف کی ان کتابوں نے سعودی عرب کی فضا کو خاص طور پر مائل بہ اصلاح کر دیا ہے پچھلے دنوں جب ہمیں سعودی عرب جانے کا اتفاق ہوا تو یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ وہاں باشمیل صاحب کی کتابیں ہاتھوں ہاتھ لی جا رہی تھیں اور سرکاری افراد تک کھلّم کھُلّا عرب نیشنلزم سے بیزاری کا اظہار کر رہے تھے۔ در اصل ضرورت صرف جرأت اور بے باکی کی ہوتی ہے۔ ایک شخص جب اپنی ایمانی قوت کے ساتھ حق بات کا اعلان کرتا ہے تو کائنات کی پوری فضا اُس کی حمایت میں ہوتی ہے اور اس کی آواز میں تاثیر کی روح پھونکتی ہے۔

باشمیل صاحب کی خالص اسلامی ذہنیت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اُن کی نگاہ میں فلسطین، سویز اور برہمی وغیرہ مسائل کی جو اہمیت ہے مسئلہ کشمیر کی اہمیت ان سے کسی نوع کم نہیں ہے۔ چنانچہ موصوف نے اپنی کتاب میں اس مسئلے کو خاص طور پر لیا ہے اور اس کی اہمیت و نزاکت کے باب میں اُن تمام دلائل کو اپنی کتاب میں من و عن شامل کیا ہے جو انہیں مولانا مودودی کے ۵۹ء کے سفر عرب کے دوران مولانا محترم کی مختلف گفتگوؤں سے حاصل ہوئے تھے۔ اگر اللہ کی توفیق شامل حال رہی تو ہم ترجمان کے صفحات میں اس کتاب کا تفصیلی تعارف کرائیں گے۔ اس وقت موصوف کو جبل پور کے واقعات کی پوری روداد

مع تصاویر فوراً فراہم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اُن کی اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہندی مسلمانوں کی نمائندگی کر سکے۔ باشمیل صاحب کا پتہ یہ ہے:

سکرٹری ہیئۃ امر بالمعروف۔ مکّہ" خ۔ح]

مولانا مودودی کا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاجِ گرامی بخیر ہوگا۔

ہندوستان کے ایک شہر جبل پور میں ۱۱ اور ۴ ر فروری ۱۹۶۱ء کے درمیانی عرصہ میں وہاں کے بے بس مسلمانوں پر جو حادثہ گزرا ہے امید ہے اُس کی خبریں آپ کے کانوں تک پہنچ چکی ہوں گی۔ ہمارے لیے یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ ہمارے عرب بھائیوں کو ان واقعات کی خبر نہ ہوئی ہو گی۔ ہندوستان کے دارالحکومت دہلی میں عرب سفارت خانے قائم ہیں اسی طرح دہلی، بمبئی اور دوسرے بڑے شہروں میں عرب اخبارات کے نمائندے بھی موجود ہیں۔ ان واقعات کی مفصل رودادیں پاکستان کے اخبارات میں بھی شائع ہوئی ہیں بلکہ پاکستان کے مسلم عوام نے ہر جگہ ان واقعات پر احتجاج کیا ہے اور یہاں بھی تمام عرب ممالک کے سفارت خانے موجود ہیں۔ لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے ابھی تک نہ کسی عرب حکومت نے ان واقعات کے خلاف کوئی احتجاج کیا ہے اور نہ کسی عرب اخبار ہی نے ان پر افسوس و مذمت کا کوئی حرف لکھا ہے۔ بلکہ ان واقعات کی خبریں تک عربی اخبارات میں نہیں آئی ہیں، کجا کہ حکومتِ ہند سے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کا اور ان مظالم کے انسداد کا مطالبہ کیا جاتا جو تقسیم ملک کے بعد سے مسلسل وہاں کے مسلمانوں پر توڑے جا رہے ہیں۔ عرب بھائیوں کی طرف سے یہ بڑی افسوسناک روش سامنے آ رہی ہے جو ہندوستان اور پاکستان، دونوں ملکوں کے مسلمانوں میں اپنے ناگوار اثرات چھوڑے بغیر نہیں رہ سکتی۔

ہمارے عرب بھائی غیر عرب مسلمانوں سے تو یہ چاہتے ہیں کہ وہ فلسطین، الجزائر، بریمی اور دوسرے مسائل میں ان کی ہر طرح کی تائید کریں لیکن دوسرے مسلمانوں پر اگر قیامت بھی ٹوٹ پڑے تو وہ خود ہمدردی کا ایک کلمہ اور احتجاج و مذمت کا ایک لفظ تک زبان سے نکالنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ ہمارا خیال ہے کہ عرب بھائی ہندوستان میں رونما ہونے والے فسادات کے بارے میں یہ نقطۂ نظر رکھتے ہیں کہ اگر ان کے متعلق انہوں نے حکومتِ ہند کی مسلم کش کارروائیوں کے خلاف کوئی احتجاج کیا تو ان کی یہ دوست حکومت ناراض ہو جائے گی۔ کیا اسی اساس پر پاکستانی مسلمانوں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بھی جواب میں ایسا ہی نقطۂ نظر اختیار کرلیں اور یہ سوچنے لگیں کہ اگر الجزائر کے مسئلہ میں انہوں نے اپنے عرب بھائیوں کی تائید کی تو فرانس بگڑ جائے گا، قضیۂ فلسطین میں ان کا ساتھ دیا تو اسرائیل بلکہ دنیا بھر کے یہودیوں کی ناراضی مول لینی پڑے گی جن کا اثر و نفوذ ساری دنیا میں اور خاص طور پر امریکہ میں جتنا کچھ پایا جاتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، بریمی کے معاملہ میں ان کی حمایت کی تو انگریز کو ناگوار گزرے گا۔ لیکن ہم ان تمام باتوں کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ ہمارے سامنے وہ دینی رشتہ ہے جو ہمیں عربوں کے ساتھ مربوط کیے ہوئے ہے اور جو ہر دوسرے رشتہ سے زیادہ مضبوط ہے۔ ہم بہرحال اپنے ملکی اور قومی مفادات کو اہمیت دیئے بغیر عربوں کے ہر قضیہ میں اُن کی حمایت کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ لیکن ہمیں تعجب ہے کہ عرب آخر ان تمام وحشیانہ مظالم پر کیوں چُپ سادھے ہوتے ہیں جو ان کی آنکھوں کے سامنے حکومتِ ہند وہاں کی مسلم اقلیت پر مسلسل توڑ رہی ہے۔ یہ صورتِ حال کئی سالوں سے مشاہدے میں آرہی ہے۔ وہ مصر جس کو اب تک ہم سے شکایت ہے کہ پاکستان کے ایک سابق وزیرِ اعظم، سہروردی صاحب نے ـــ نہ کہ پاکستان کے عوام نے ـــ قضیۂ سویز میں اُس کی حمایت نہیں کی، آج جبل پور کے مسلمانوں پر ہندوؤں کے ہاتھوں بے پناہ

مظالم ڈھائے جانے پر بھی کیوں شرمناک خاموشی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

میں ان گزارشات کے ساتھ جبل پور کے مظالم کی مختصر روداد بھیج رہا ہوں جس سے آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ وہاں کے مسلمانوں کو ہندوؤں کے ہاتھوں کن شرمناک وحشیانہ دراز دستیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ تمام تفصیلات میں آپ کو خاص طور پر اس لیے بھیج رہا ہوں کہ سعودی عرب اور دوسرے کسی عرب ملک میں آپ کے سوا مجھے کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا جو اس معاملہ کی اہمیت کو سمجھے اور اس کے متعلق کوئی عملی اقدام کرے اور اس طرح عدل و انصاف اور اپنے ہندی بھائیوں کے ساتھ دینی رشتہ کے تقاضوں کو پورا کرے۔ اگر میں اس کے متعلق براہِ راست کسی عرب ملک کے اخبار کو کچھ لکھوں تو مجھے یہ بھی توقع نہیں کہ وہ اس آواز پر کان دھرے گا اور اسے اپنے صفحات میں جگہ دیگا۔

اس کا سب سے تشویشناک پہلو یہ ہے کہ بلادِ عرب اور بلادِ ہند و پاکستان کے مسلمانوں کے درمیان اگر موجودہ روش برقرار رہی تو دیر یا سویر اس کا ادھر کے مسلمانوں میں بھی لازماً بُرا ردِ عمل رونما ہوگا اور اخوتِ اسلامی کے رہے سہے جذبات بھی ماند پڑتے چلے جائیں گے۔ کیا وہ وقت بہت پسندیدہ ہوگا جب ہر مسلمان ملک بس اپنے ہی مفاد کو دیکھتا رہے اور ایک پر کوئی آفت آئے تو دوسرے ٹس سے مس نہ ہوں؟

محمد احمد باشمیل کا جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا مفصل گرامی نامہ موصول ہوا۔ جبل پور (ہندوستان) کے جگر دوز واقعات معلوم کر کے سخت رنج ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ پوری عرب دنیا اس خونریز حادثہ سے بے خبر ہے کیونکہ عرب اخبارات نے اس واقعہ کے متعلق ایک حرف

تک شائع نہیں کیا۔ عرب صحافت کے اس متفقہ مقاطعہ پر ایک مسلمان کا دل خون کے آنسو روئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ ۔۔۔ جیسا آپ نے خود خط میں بیان کیا ہے ۔۔۔ ہو نہیں سکتا کہ اس واقعہ کی خبریں ہندوستان میں عرب اخبارات کے ذرائع تک نہ پہنچی ہوں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس حادثۂ جانکاہ کی اشاعت سے دانستہ گریز کیا گیا ہے اور اس معاملے میں عربوں نے اپنے برہمن جگری دوست "رسول السلام" سے پیمان محبت کو اور اس کی خوشنودی کو مقدم رکھا ہے۔ ہندوستان میں جن دنوں یہ آگ اور خون کی ہولی کھیلی جا رہی تھی عرب صحافت اپنے خیال کے مطابق اس سے اہم اور برتر واقعہ ۔۔۔ خلفشار کیوبا ۔۔۔ میں مشغول تھی۔ تمام اخبارات نے عرب عوام کی توجہات اس واقعہ پر مرکوز کی ہوئی تھیں۔ اخبارات کی بھاری بھرکم سرخیاں کیوبا کے دفاع، کمیونسٹ کاسترو کی قصیدہ خوانی اور امریکہ پر شدید حملوں سے لبریز ہوتی تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عرب صحافت کی رکاکت اور ژاژ خائی اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ یہ مسائل دیگراں ۔۔۔ کیوبا اور کانگو وغیرہ ۔۔۔ میں عین اس وقت بھی ہمہ تن غرق تھی جبکہ اسرائیل عربوں کے منہ پر سخت ذلت آمیز تھپڑ رسید کر رہا تھا اور بیت المقدس میں اپنی عظیم الشان فوجی نمائش کر رہا تھا جس میں مختلف نوعیت کے بھاری اور ہلکے اسلحہ دکھا کر یو۔این۔او کی قرارداد کی دھجیاں بھی اڑا رہا تھا اور عربوں کے منہ پر بھی تھوک رہا تھا۔ مزید افسوسناک بات یہ ہے کہ عین اس گھڑی جب بیت المقدس میں یہودی طاقتیں عسکری نمائش میں لگی ہوئی تھیں اور ہندوستان میں مسلمانوں کے گلے کٹ رہے تھے ایک بہت بڑے عرب ملک کی نیشنل اسمبلی ہنگامی اجلاس منعقد کر رہی تھی اور متفقہ طور پر کیوبا پر حملہ آوروں کے حق میں قرارداد مذمت پاس کر رہی تھی، کاسترو کی حمایت کا اعلان کر رہی تھی، روسی گاگرین کی فضائی مہم میں کامیابی پر مسرت کا اظہار کر رہی تھی اور نکیتا خروشیف کو اس کامیابی پر مبارک بادی کا پیغام دے رہی تھی۔ خدا کی قسم اس صورت حال پر مسلمان

اور اسلام اشکبار نہ ہوں تو کیا ہو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مجھے شخصی طور پر واقعہ جبل پور کے بارے میں سرسری سی معلومات پاکستانی سفیر متعینہ سعودی عرب سے حاصل ہوئی تھیں لیکن اس حادثۂ عظیم پر عرب صحافت کا کلیتہً منقار زیر پر رہنا میرے لیے موجب حیرت نہ تھا۔ اس لیے کہ جو قوم اسلام کا نام سنتے ہی دگرگوں ہونے لگتی ہو اس قوم سے اس روش کے علاوہ اور کسی بات کی توقع عبث ہے۔ عرب صحافیوں کا اب یہ حال ہو گیا ہے کہ وہ خود دنیائے عرب کے مرکز میں مسلمانوں کے مسائل کے خلاف آستینیں چڑھائے ہوئے ہیں۔ بیچارے ہندی مسلمانوں کے حق میں اُن سے کس چیز کی امید کی جاسکتی ہے۔ ہم اپنی حد تک پوری کوشش کریں گے کہ اپنے ملک کے عوام کو اس انسانی قتل کی تفصیلات سے آگاہ کردیں۔ اگر ہم اس کوشش میں کامیاب ہو گئے تو یہ توفیقِ الٰہی کا فیض ہو گا اور اگر ناکام ہوتے تو اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا کارساز اللہ ہی ہے۔ اور اس کی ذات برتر و بزرگ کے بغیر کوئی تدبیر کارگر نہیں۔ ہم نے مکہ کے روزنامہ الندوہ سے رابطہ قائم کر لیا ہے۔ الندوہ نے ہم سے پورے تعاون کا وعدہ کیا ہے۔ جریدہ عکاظ کے ساتھ بھی گفتگو کریں گے۔ یہ اخبار بھی سعودی عرب سے شائع ہوتا ہے۔ اسلامی مزاج رکھتا ہے۔ اس کے رئیس التحریر بڑے نڈر اور جری ہیں۔ امید ہے کہ یہ بھی تعاون علی الخیر سے گریز نہیں کرے گا۔ جبل پور کے مکمل حالات کی ایک کاپی القدس میں استاذ کامل الشریف کو بھی بھیجنے کی کوشش کریں گے تاکہ وہ اپنے یومیہ اخبار المنار میں اُسے من وعن شائع کریں۔ المنار کے کارپرداز القدس کی مؤتمر اسلامی کے کارکن ہیں۔

البتہ ہم آپ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہمیں اس داستانِ بہیمیت کی مزید تفصیلات مہیا کریں اور اخبارات کی اصل رپورٹیں شمارہ و تاریخ کے تعین کے ساتھ بھیجیں۔ نیز اگر ہو سکے تو اس واقعہ کے مختلف مناظر کی زیادہ سے زیادہ تصویریں بھی روانہ

فرمائیں۔ میں آنے والے سال ہجری کے آغاز میں اپنی کتاب "القومیۃ فی نظر الاسلام" کی طبع سوم کا ارادہ رکھتا ہوں اور "الدوامغ" کے نام سے ایک نئی کتاب بھی بتوفیق الٰہی شائع کرنے کی نیت رکھتا ہوں۔ آپ جبل پور کے متعلق جو ممکن تفاصیل اور تصاویر فراہم کریں گے، میں انشاء اللہ ان دونوں کتابوں میں سے کسی ایک کتاب کے اندر پورے اہتمام سے شائع کر دوں گا۔ ایک کم مایہ انسان کی یہی کچھ دوڑ دھوپ ہو سکتی ہے اور ایک درماندہ شخص یہی کچھ ہتھیار استعمال کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عرض پرداز ہوں کہ وہ اپنے دین کو ایسے شخص کے سپرد کرے جو اس کا بول بالا کرے اور اس کے پیغام کو زیادہ سے زیادہ پھیلائے۔ وہی سمیع و مجیب ہے۔

معاف کریں اس خونیں داستان کا ذکر چھڑ جانے کی وجہ سے میں آپکی صحت کے بارے میں بھی دریافت نہیں کر سکا۔ آپ کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ آپ کی صحت آج کل خراب ہے۔ آپ کی صحت ہمارے لیے بڑا قیمتی سرمایہ ہے، امید ہے آپ فوری اطلاع کے ذریعے ہمارے لیے سامانِ تسلّی مہیا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر شفاءِ عاجل کا فیضان کرے اور دورِ حاضر کی اسلام دشمن طوفان خیزیوں کے اندر آپ کو سپرِ اسلام بنا کر محفوظ و مصئون رکھے۔ وہی سمیع و مجیب ہے۔

میں مکرر درخواست کرونگا کہ آپ جبل پور کے فسادات کی کامل معلومات اور تصاویر مجھے ارسال فرمائیں تاکہ میں اپنی کتاب میں انہیں شامل کر سکوں، اور ان منافقین کی قلعی کھولی جا سکے جن کی زبانیں اسلام کا نام لیتے نہیں تھکتیں لیکن درپردہ وہ ایسے خونریز فسادات کی سرپرستی کر رہے ہیں جن کے ارتکاب سے جنگل کے درندے بھی اپنے کو بالا سمجھتے ہیں۔ نیز ہم دنیا پر یہ بھی واضح کریں گے کہ ان فسادات کے بارے میں عرب پریس نے گاؤ پرستوں کی خاطر سے واضح حقائق کے بارے میں کس قدر مجرمانہ مداہنت کا ثبوت دیا ہے۔ یہ وہی پریس ہے جو ایک عیسائی لیڈر لومبا کے قتل پر پوری دنیا کے اندر ہنگامہ کھڑا کرتا ہے لیکن اسی پریس کے سامنے جب اجتماعی طور پر وحشیانہ قتل و غارت کی داستان آتی ہے جس میں اہلِ اسلام کی تکا بوٹی ہو جاتی ہے اور انکی مساجد کی بیحرمتی اور انکے گھروں کی بربادی میں کوئی کسر نہیں رکھی جاتی، تو یہ ایک تنکا ہلانے کا بھی روادار نہیں ہوتا۔